© rasailojaraid.com

صدر آزاد کشمیر نے عشائیہ دیا اس کے بعد صدر کی معیت میں جلسہ گاہ پہنچے پہلے والد صاحب کی ڈیڑھ گھنٹہ سیرت پر تقریر ہوئی ۱۰ رجون کو واپسی ہوئی، مولانا عبداللہ درخواستی دارالعلوم تشریف لائے۔

جمیعۃ علماء اسلام کا لاہور کانفرنس جلوس و جلسہ اور احمد نگر کا سفر

۲ مئی ۱۹۶۸ء احمد نگر تحصیل وزیر آباد والد صاحب کے ساتھ جانا ہوا قادیانیوں کے علاقہ میں اثرات تھے راؤ شمشیر علی خان (بریلویہ) کی دعوت پر گئے رات قادیانیوں کے رد میں جلسہ سے خطاب فرمایا۔ ۳ مئی کو صبح احمد نگر سے جمیعۃ علماء اسلام کی نظام شریعت کانفرنس میں شمولیت کے لیے لاہور گئے موچی دروازہ کے جلسہ میں ۲ بجے حضرت کی تقریر ہوئی برکت علی ہال کے جلسہ میں بھی شریک ہوئے۔ ۵ مئی کو بھی جلسہ میں شریک رہے بعد از ظہر علماء کا پہلا تاریخی جلوس نکلا والد صاحب پہلی کار میں تھے اور جلوس کے اختتام تک رہے رات مدرسہ ضیاء العلوم حکیم پورہ (جو دارالعلوم کے ایک ہونہار فاضل مولانا لطیف الرحمٰن گلگتی نے قائم کیا ہے جو حضرت کے چہیتے شاگرد ہیں) میں قیام فرمایا اور بعد از عشاء درس قرآن دیا۔

وفاق المدارس العربیہ کے اجلاس میں شرکت

ملتان میں یحییٰ خان کی حکومت کی نئی تعلیمی پالیسی کے سلسلے میں وفاق المدارس العربیہ کا اجلاس ہوا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اس میں شریک ہوئے اور حکومت کا مدارس کو اپنی تحویل میں لینے اور مداخلت کی سختی سے تردید کی اور آراء پیش کی سب حضرات نے حضرت کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے آپ کی پیش کردہ سفارشات کو منظور کیا۔ حضرت نے اس موضوع پر الحق ماہ اگست ۱۹۶۹ء کے اداریہ میں مفصل اظہار خیال کیا۔ (ایضاً ص۲۹)

دادا اور پردادا کا سفرنامہ حج

مولانا سمیع الحق کی ذاتی ڈائری سے انتخاب

یہ سفرنامہ بندہ کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اپنی ذاتی ڈائری سے قلمبند کروایا۔ اس کی تفصیل آپ کو جناب حاجی عبدالصمد مرحوم نے بتائی تھی۔ شاید اب ان مقامات میں سے جو کہ اس میں مذکور ہیں کے نام وغیرہ تبدیل کئے گئے ہوں۔ لیکن ہم بالکل راوی کے الفاظ میں اس سفرنامے کی دلچسپ روداد سناتے ہیں۔ یہ سفرنامہ پرانے زمانے میں سفر حج کی صعوبتوں اور کلفتوں کے ساتھ ساتھ ہمارے اکابر اور بزرگوں کی جفاکشی کی تصویر کشی کرتا ہے۔

(محمد ابراہیم فانی)

جناب حاجی عبدالصمد مرحوم جو دادا جی کے سفر حج کے ساتھی اور مشہور عالم مولانا عبدالقادر کے فرزند اور حاجی محمد یوسف رکن دارالعلوم کے چھوٹے بھائی تھے انہوں نے جد امجد کے سفر حج کی یہ تفصیل بتائی۔

مغل کمپنی کا وارا نامی جہاز تھا۔ ۱۵ مئی ۱۹۲۲ء کو کراچی سے روانہ ہوا اور ۱۱ دن میں پہنچا۔ جہاز میں ۱۱ سو تک افراد تھے۔ حاجی عبدالصمد صاحب مولانا عبدالقادر صاحب حبیب اللہ صاحب عثمان الدین استاذ کے والد حضرۃ حاجی کمال الدین محمد بشیر اور مولانا عبدالقیوم مشہور ناظم فارسی بھی تھے۔ ۸/۷ شوال کو یہاں اکوڑہ سے روانہ ہوئے تھے۔ یکم ذی الحجہ کو جدہ میں اترے دو دن جدہ میں ٹھہرے۔ ۴ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ پہنچے، اس سال حج میں چند مشاہیر یہ تھے نور المشائخ ملا شور بازار افغانستان امیر حبیب اللہ کے والد اور شام کے مفتی اعظم بدو قبائل کے شیخ شمس کا بھی چرچا تھا۔ معلم الحجاج سید امین عاصم تھے۔ ۲۵ ذی الحجہ ہفتہ کو مکہ کے قریب سید الشہداء نامی مقام سے روانہ ہوئے۔

سلطانی راستہ سے قافلہ مدینہ منورہ روانہ ہوا رابغ میں بدو گولی چلا رہے تھے وہاں سے بئر حسینی گئے اور روک لیے گئے پھر دو دو مجیدی روپے دے کر راستہ چھوڑ دیا گیا، قافلہ اونٹوں کا تھا اور ۸، ۹ سو تک تعداد تھی ۵ یا ۶ محرم کو منزل خیف پہنچے جہاں بدوؤں نے ایک ماہ تک قافلہ ٹھہرائے رکھا۔ جنہوں نے شریف مکہ کے راستہ کا ٹیکس بند کرنے پر اودھم مچا رکھا تھا اور احتجاجاً حاجیوں کو تنگ کرتے تھے، ان کے لیڈر عباس نامی شیخ تھے بالآخر حجاج نے ٹیکس پورا کیا۔ امیر حبیب اللہ کے والد نے تین سو پونڈ ملا شور بازار نے دو سو پونڈ اور شیخ صالح محمد نے ۵ سو پونڈ اور باقی سب حجاج نے ٹیکس کی رقم جمع کر کے ان کو دی، میرے والد مولانا عبدالقادر صاحب تنہا قافلے سے چھپ کر کہیں گئے تھے۔ ۷، ۸ دن تک ان کی کوئی اطلاع نہیں آئی تھی ۱۷، ۱۸ محرم کو یہاں سے بھاگ نکلے تھے۔ ہم سات رفقاء سوائے حاجی کمال الدین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ان کے پیچھے قافلہ چھوڑ کر روانہ ہوئے تھے اور ہم سب نے اپنے پیسے اور سامان وغیرہ دفنایا تھا اس کے بعد ہمارا سفر شروع ہوا پینے کے پانی کے لیے سخت تکلیف پیش آتی رہی۔

بئر علی سے کافی پہلے ایک گھر نظر آیا۔ میرے دادا نے آواز دی:۔ یارب یاکریم۔ تو اس گھر والوں نے جتنا پانی تھا دیا اور کچھ کھجوریں بھی دیں اور کہا کہ واللہ گھر میں اور کچھ نہیں ورنہ کھانے کو بھی دیتے وہاں سے ہم روانہ ہوئے۔ پیاس کی وجہ سے سکرات کی حالت ہم پر طاری تھی۔ ایک کنواں نظر آیا اس میں جھانک کر دیکھا تو ایک شخص اس میں چادر اوڑھے نظر آیا۔ شاید وہ شخص شدت پیاس کی وجہ سے اس میں کودا ہوگا اور وہیں مرگیا ہوگا۔ ہم نے کنویں سے میلا اور گدلا پانی نکالا اور اس کو چھان کر پی لیا اور نڈھال ہوگئے وہاں سے روانہ ہوئے تو پھر راستہ گم کردیا۔ بدو کرتے ہوئے روانہ تھے ہمیں انہوں نے دیکھ لیا تو بندوق تانے پہنچ گئے ہم نے کہا مدینہ جارہے ہیں تب چھوڑ دیا۔ جب سکرات کی حالت میں ہمیں پانی ملا تو آپ کے دادا نے ہمیں ایک ایک گھونٹ پینے کو دیا اور کہا کہ یکدم پیو گے تو نقصان ہوگا دوسرے دن بئر علی کو پہنچے وہاں پر بھیڑ بکریوں کی آواز سن کر ان کے پیچھے گئے کہ شاید وہاں پانی ہوگا۔ وہاں پر ہم نے پانی پیا۔ چرواہوں نے ۵ پیسے سے کافی دودھ دودھ دیا۔ اور ہم نے اس میں پانی ڈال کر خوب پیا اور کھجور بھی ملے بئر علی سے مدینہ تک مسافت ہم نے مغرب کے بعد شروع کی راستہ میں تیز ہوا شروع ہوئی ایک قدم اٹھاتا تو ہوا کے زور سے کئی قدم آگے جاتے عجیب معطر خوشبو بھی ہوا میں محسوس ہورہی تھی، مدینہ منورہ کے راستے میں دو بدو ایک باغ سے نکلے انہوں نے حملہ کیا۔ آپ کے جدامجد کے کاندھے پر دری تھی۔ وہ لوگ اس کو بھگا کر لے گئے۔ وہ بھی ان کے پیچھے بھاگنے لگا ہم نے اس کو روک لیا کہ وہ لوگ خود بھاگ گئے ہیں سحری کے وقت مدینہ منورہ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام کی آوازیں آئیں ہم سمجھے کہ مدینہ منورہ قریب ہے ہم مدینہ منورہ کے سٹیشن (جسے عنبریہ کہتے ہیں) کے ساتھ سوئے۔ صبح روانہ ہو کر ۵ بجے کے قریب مدینہ منورہ پہنچے میرے والد مولانا عبدالقادر جو گم ہوگئے تھے، باب الرحمت میں کھڑے تھے۔ بہت خوشی ہوئی۔ حرم میں داخل ہوئے روضۂ مطہرہ کا دیدار کیا۔ مدینہ منورہ اکثر خالی تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے سخت قحط آیا تھا اور مدینہ سے لوگ بھاگ گئے تھے۔ شاہ بخارا کے رباط کو مدرسہ میں گئے۔ سید حسن مہاجر ترکی کے مدرسہ میں رہے خیف والا قافلہ بھی پہنچا تھا قافلہ نے ۹ دن قیام کیا اور پھر ہم سب اکٹھے واپس ہوئے واپسی میں خیف پہنچے تو خزانہ امانت تھا۔

مال لے کر عمرہ کے راستے ینبوع بندرگاہ کو آئے وہاں تین دن قیام کیا آپ کے دادا (حاجی معروف گل) ایک مچھلی پکڑ کر لاتے تھے۔ ۲۰، ۲۵ سیر تھی سب نے خوب کھائی اور کچھ پھینک دی۔

ینبوع میں ایک کشتی تھی اس میں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی بھی تھے۔ وہ لوگ ہندوستانی تھے لڑکوں نے کہا یہ لوگ پٹھان ہیں ان کو نہیں چھوڑیں گے اس پر جھگڑا ہوا اور ہم کشتی سے اُتر گئے ایک دخانی جہاز جس میں گولہ بارود بھرا ہوا تھا وہ جارہا تھا۔ ہم لوگ اس میں ینبوع سے بلاقیمت سوار ہوئے ایک رات دریا میں گزار کر دوسرے دن جدہ پہنچ گئے اور وہ کشتی آٹھویں دن سخت تکلیفوں سے پہنچی۔ ہم پانچ چھ دن جدہ میں رہے خوب سیر کی بی بی حوا کا روضہ بھی جدہ میں دیکھا، آخری جہاز تھا مسکینوں کے لیے، جس کے پاس جتنا تھا اسی قیمت پر ٹکٹ لے لیا۔ پہلے اسی روپے قیمت تھی اس کے بعد گرتے گرتے چالیس تک پہنچ گئی۔ آپ کے دادا نے بھی چالیس کا ٹکٹ لیا اور اکثر لوگ اس میں مفت سوار ہوئے۔ ۱۴ دن جہاز نے سفر کیا۔ ستمبر میں ہم اکوڑہ پہنچے۔ لوگوں نے شاندار استقبال کیا۔ آپ کے پردادا میر آفتاب ۱۹۱۳ء میں حج کو تشریف لے گئے تھے اور میرے بڑے بھائی حاجی محمد یوسف بھی ان کے ہمراہ تھے۔

جدامجد مرحوم کے والد حاجی میر آفتاب کے اسفارِ حج

میرے پردادا (یعنی حضرت شیخ الحدیث کے دادا مرحوم الحاج میر آفتاب صاحب مرحوم پہلی دفعہ ۱۹۲۵ء میں حج بیت اللہ شریف کو گئے اس وقت مالی حالت ایسی نہ تھی اور سخت خطرات تھے مگر ان کا بے پناہ جذبۂ عشق و اشتیاق اس کا باعث بنا ان کے رفقاء سفر میں جناب الحاج محمد یوسف (رکن دارالعلوم) ابن مولانا عبدالقادر مرحوم بھی تھے انہوں نے اس سفر کی یہ تفصیل بتائی کہ اکوڑہ خٹک سے میں اور حاجی الٰہی بخش محلہ گگے زئی جناب میر حسین محلہ گگے زئی اور والد شیخ شرف الدین اکوڑہ خٹک سے ساتھ تھے یہاں سے ریل گاڑی میں بمبئی گئے تقریباً ۲۵ دن ٹھہرنا پڑا۔ کیونکہ میں (حاجی محمد یوسف) اپنے والد کی اجازت کے بغیر روانہ ہوا تھا اور بمبئی سے بذریعہ خط و کتابت اپنے والد سے اجازت لینی پڑی۔ پہلے تو اجازت نہ دی لیکن بعد میں راضی ہوئے۔

اس کے بعد ہم سب بمبئی سے بحری جہاز سے روانہ ہوئے جدہ سے میں اور حاجی میر آفتاب مرحوم ایک اونٹ پر سوار ہوئے مجھے سواری پر بہت نیند آتی تھی تو میں نے پگڑی سے اپنے آپ کو حاجی میر آفتاب سے باندھ لیا تاکہ نیند کی حالت میں سواری سے گر نہ پڑوں۔ دریں اثنا قبلہ بزرگوار نے از راہ ظرافت وہ پگڑی کھول دی اور میں نیند میں اونٹ سے گر پڑا۔ صبح جدہ سے آئے۔ اور حدا نامی جگہ پہنچے پڑاؤ کیا دن کو آرام کیا اور رات کو پھر عازم مکہ مکرمہ ہوئے ہم سب سواریوں پر تھے مگر یہاں سے آگے قبلہ بزرگوار نے پاپیادہ سفر کیا چنانچہ وہ مکہ مکرمہ تک پیدل چلتے رہے اور صبح کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، شیخ عبدالعزیز بمبئی والے ہمارے معلم کا نام تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ زمانہ شریف حسین کی حکومت کا تھا اور اس سال ابن سعود نے طائف وغیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ناصر الملک مہتر چترال بھی حج کرنے آئے تھے ان کو ہم نے عرفات کے میدان میں دیکھا بہت وجیہہ تھے جس کی وجہ سے لوگ انہیں بہت بڑے بزرگ سمجھتے اور اس کے ہاتھوں میں شکرانے اور تحفے ڈال لیتے۔ اور وہ ہنستے رہتے ہمارے ایک ساتھی میر حسین گگے زئی نے میدان میں دعا کی اے خدا میں نے بہت گناہ کئے ہیں میرے گناہ معاف کر دے اور مجھے یہاں سے واپس ملک نہ لے جا۔ چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی عرفات سے اسی دن عصر کے وقت منیٰ آ رہے تھے تو مزدلفہ کی حدود میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے انتقال فرما گئے اور ان کی یہ خواہش پوری ہوئی۔

قبلہ بزرگوار ہزار شوق اور تڑپ کے باوجود مدینہ منورہ نہ جا سکے۔ کیونکہ شریف مکہ اور ابن سعود کے درمیان گڑبڑ کی وجہ سے راستہ غیر محفوظ تھا اور یہ حضرات مکہ معظمہ میں سترہ دن رہ کر عازم وطن ہوئے۔ اور یہ سفر غالباً ۳ ، ماہ کے عرصہ میں پورا ہوا۔ بمبئی سے بذریعہ ریل گاڑی واپس ہوئے اور تمام اکوڑہ نے ان کا شاندار استقبال کیا۔

(ذاتی ڈائری روایت حاجی محمد یوسف مرحوم)

دوسرا حج

قبلہ حاجی میر آفتاب صاحبؒ پہلے حج میں مدینہ طیبہ نہ جا سکے تھے اور یہ حسرت اور اشتیاق دل میں رہا اور موقعہ کی تلاش میں رہتے اور ہر قسم کی بے سروسامانی کے باوجود دوبارہ روانہ ہوئے۔ اس دفعہ حاجی کجیر گل آف آدم زئی اور حاجی شناب گل آف اکوڑہ ان کے ساتھی تھے پہلے حج کے بعد یہ حج دو تین سال بعد ہوا۔

حضرت کی بیٹھک

۱۹، مئی ۱۹۸۳ء ۶، شعبان ۱۴۰۳ھ

قدیم گھر جہاں والد ماجد رہتے ہیں ان کی بیٹھک ہے بے حد فرسودگی کی وجہ سے بالآخر گرا ہی دیا گیا جو خود گرا ہی چاہتا تھا اب تک اس کی لیپا پوتی اور مرمت ہی ہوتی رہی اور حضرت اسے پختہ کرانے پر راضی نہیں ہوتے تھے یہ بیٹھک گویا نصف صدی تک اعیان علم و فضل کی مہمان گاہ اور اقامت گاہ رہی، حضرتؒ کا مطالعہ گاہ بھی یہی تھا۔ اور ملاقاتیوں کا میٹنگ روم بھی اور وفود سے ملنے کی جگہ بھی اور بارش یا عوارض کی وجہ سے کبھی کبھی حضرت کی درس گاہ بھی، اس تاریخی بیٹھک کو حضرت شیخ الاسلام مولانا مجاہد الکبیر حاجی صاحب ترنگ زئی مرحوم، مولانا نصیر الدین غورغشتی، مولانا احمد علی لاہوری، امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری اور اس عہد کے تقریباً تمام اجلہ علم و فضل کی استراحت گاہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ وزراء حکام اور گورنر بھی اس میں خاک نشین ہوتے رہے اس ٹوٹے پھوٹے مٹی گارے کی بنی ہوئی بیٹھک میں سب یکساں فرکش ہوتے۔ ۲۰ ، ۲۵ مہمانوں کا ڈائننگ ہال بھی یہی ہوتا چارپائی ہٹا کر زمین پر دسترخوان بچھا کر تنگ تنگ مہمان سما جاتے حضرت بسا اوقات خود کھڑے رہتے اور مہمانوں کی خدمت کرتے حضرت مدظلہٗ کو طبعی طور پر اس کے ساتھ قلبی لگاؤ تھا۔ اس لیے اس کی تجدید و تبدیلی پسند نہ کی ذرا بارش ہوتی یہ نہ صرف ٹپکتا بلکہ کوئی نہ کوئی حصہ دیوار کا گر بھی جاتا جنوب میں دو کھڑکیاں ایک دروازہ مشرقی گلی میں اور ایک شمالی دروازہ گھر کی گلی میں کھلتا تھا دیواریں کچے گارے اور پتھر کی مغربی دیوار میں دو الماریاں نصب تھیں جو حضرت کی کتابوں سے بھری ہوتیں تین چارپائیاں بچھا دیتے تو اس میں سات آٹھ آدمی بمشکل بیٹھ سکتے چارپائی کے پائنتی کے کونے میں وضو خانہ بھی یہی تھی یہ بیٹھک بھی گھر کی تعمیر کے ساتھ جد امجد مرحوم نے بنائی تھی، گرانے سے قبل میں نے عزیزم شفیق سے اس تاریخی عزیت کدہ کے تصاویر اتروائیں میرے عنفوان شباب کا بڑا حصہ بھی اسی میں بسر ہوا یہ بیٹھک اسی نقشہ پر اب بھی ہے مگر پختہ ہے۔

بوذر و سلمان کے اوصاف کے مظہر تھے وہ
اس صدی میں غیرت اسلام کے پیکر تھے وہ

© rasailojaraid.com